ابو سلمان شاہجہان پوری

مولانا ابوالکلام آزاد کا ایک نادر خط

مولانا آزاد کا یہ خط ایم۔ اے۔ زکریا صاحب کے نام ہے۔ موصوف بھاگلپور (بھارت) کے رہنے والے ہیں۔ مولانا مرحوم سے ان کی بچپن سے دوستی تھی۔ زکریا صاحب ۱۸۸۰ء میں شہر مالدہ صوبہ بنگال میں پیدا ہوئے۔ آبا و اجداد کا تعلق کشمیر سے تھا۔ کلکتہ اور بہار و یوپی کے مختلف شہروں میں تعلیم پائی۔ ۱۹۰۱ء ۱۹۰۲ء میں کچھ دنوں مولانا آزاد کے ساتھ شریک درس بھی رہے تھے۔ میٹرک پاس کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلستان جا رہے تھے گھر والوں کی مرضی کو اس میں دخل نہ تھا اس لئے ان کے ابا پر عدن پورٹ سے گرفتار کروالئے گئے

ادبی زندگی کا آغاز کانپور کے "مومن گزٹ" کی ادارت سے ہوا۔ مولانا آزاد نے الہلال جاری کیا تو انہیں کلکتہ بلا لیا۔ ۱۹۱۶ء تک مولانا کے ساتھ رہے مارچ ۱۹۱۶ء میں جب مولانا کو صوبہ بنگال سے نکل جانے کا حکم ہوا اور مولانا رانچی (بہار) چلے گئے۔ مولانا کے کلکتہ چھوڑنے کے چند دنوں کے بعد البلاغ پریس بھی بند کر دینا پڑا تو ایم۔ اے۔ زکریا صاحب بھی رانچی چلے گئے۔ مولانا نے ان کے قیام کا انتظام کر دیا۔ اس زمانے میں چند ماہ تک علامہ ٹیگور کے تعلیمی ادارے "شانتی نکیتن" میں بحیثیت اعزازی پروفیسر خدمات انجام دیں۔

زکریا صاحب کے نام مولانا کا یہ خط ۱۳-۱۲-۱۹ء کی یادگار ہے جب زکریا صاحب الہلال پریس سے وابستہ تھے۔ مولانا آزاد اور ان کی عمروں میں تقریباً آٹھ سال کا فرق

تھا۔ ذکریا صاحب مولانا آزاد سے آٹھ سال بڑے ہیں مولانا اللہ کو پیارے ہوگئے۔ ذکریا صاحب بہت بوڑھے اور چلنے پھرنے سے معذور ہوگئے۔ ادھر تین چار سے ان کی کوئی خبر نہیں ملی۔ لیکن یہ قصہ اس وقت کا ہے جب آتش جوان تھا۔

پیش نظر خط کے مطالعے سے مکتوب نگار اور مکتوب الیہ دونوں کی زندگی کے بعض گوشوں پر روشنی پڑتی ہے۔ مکتوب الیہ کے بارے میں صرف یہی معلوم نہیں ہوتا کہ وہ عشق مجازی کے کسی حادثہ سے دوچار ہوگئے تھے بلکہ ان کی ازدواجی زندگی، ان کے مالی حالات اور معاشی پریشانیوں کا علم بھی ہوتا ہے اور ان کے انقلابی عزائم پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ مکتوب نگار کے افکار و سوانح کے بارے میں کئی قیمتی باتیں معلوم ہوتی ہیں مثلاً

۱۔ مولانا آزاد کی شادی کو اس وقت دس برس ہوئے تھے یعنی شادی ۱۹۰۲ء یا ۱۹۰۳ء میں ہوئی ہوگی۔

۲۔ مولانا اپنی ازدواجی زندگی سے خوش اور مطمئن نہ تھے۔

۳۔ ۱۹۱۲ء، ۱۹۱۳ء میں بھی مولانا اپنی سیرت اور دین داری کے لحاظ سے قریبی دوستوں کے معتمد علیہ تھے اور نازک ترین مسائل اور ان کے معاملات میں بھی ان کے دوست ان کے مشوروں کے طالب ہوتے تھے۔

۴۔ خط کے ایک ایک لفظ سے اخلاص ٹپکتا ہے۔ اگرچہ یہ خط ایک ۲۴، ۲۵ سالہ نوجوان کی طرف سے اس سے ۸، ۹ برس بڑے ایک دوست کے نام ہے لیکن بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے کہ کسی شفیق و مربی اور دانا و عاقل بزرگ و مرشد کی طرف سے کسی نوجوان عقیدت کیش کے نام ہے۔

۵۔ اس خط سے ازدواج ثانی کے متعلق مولاناؒ کی فکر پر روشنی پڑتی ہے۔

۶۔ اس خط کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کے نزدیک لذائذ دنیوی اور ترغیبات نفس کی کیا حیثیت ہے اور زندگی میں انہیں کس درجہ اہمیت دینی چاہیے۔

۷۔ مولانا نے مختلف طریقوں سے اور مسئلے کے مختلف پہلوؤں کو سامنے لا کر انہیں سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ مولانا کا یہ فرمانا کس درجہ بصیرت افروز اور حقائق

پر مبنی ہے کہ :۔

"سب سے زیادہ یہ کہ پوری امانت داری کے ساتھ اس شخص کے مصالح پر غور کرنا چاہیئے جس کی محبت میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے وہ ایک معصوم لڑکی ہے۔ دنیا اور دنیا کے مصائب سے بے خبر کیا یہ بہتر ہوگا کہ اس کو ایک ایسی زندگی میں لایا جائے جس کے مصائب و مشکلات کا ہم کو ابھی سے علم ہے اور ہم جانتے ہیں کہ عیش و آرام حیات اس کے لئے مہیا نہ کر سکیں گے۔ پھر اپنی بیوی کا خیال کیجئے جہاں تک مجھے معلوم ہے آپ کو اس سے کوئی شکایت نہیں۔ کیا محبت و وفا کا یہی اقتضاء ہونا چاہیئے کہ بلا وجہ اس کی تمام بقیہ زندگی تلخ کر دی جائے۔"

پھر اپنے عقد ثانی کے لئے مجبور کن ترغیبات کے تذکرے کے بعد اس پر ان الفاظ میں تبصرہ تو سونے کے حرفوں سے لکھے جانے کے قابل ہے۔

"صداقت حیات بجز قربانی کے اور کچھ نہیں اگر ہم اپنی خواہشوں کو قربان نہیں کر سکتے تو پھر دنیا میں نہ محبت ہے نہ سچائی اور نہ انسان۔"

اسی طرح مولانا فرماتے ہیں۔

"تلوار اور آگ میں کوئی آزمائش نہیں سب سے بڑی آزمائش نفس و جذبات ہی کی ہے۔"

اس جملے کے چند لفظوں میں تو وہ عالم گیر　سچائی سمٹ آئی ہے جو اسے مقولے کی حیثیت سے ہمیشہ کے لئے دنیا کے ذہن میں محفوظ کر دیتی ہے اور ان لفظوں کو حیات جاوید عطا کر دیتی ہے۔

مولانا کا یہ جملہ بھی کتنا بصیرت افروز ہے۔

"جو دل ناظر السمٰوات والارض کے عشق کا متحمل ہو سکتا ہے اس کو فانی اور درہمی الجھنوں میں گنا نا انسانیت و حیات کو تاراج کرنا ہے۔"

پھر مولانا نے اس کشمکش و آزار سے نجات پانے کے لئے جو نسخہ شفا تجویز کیا تھا اس سے بھی مولانا کے انداز فکر پر روشنی پڑتی ہے مولانا کی یہ سعی تبلیغ رائیگاں نہیں گئی زکریا صاحب نے مولانا کے مشورہ و ہدایت پر عمل کیا اور اس لڑکی کی محبت کے خیال کو دل سے نکال پھینکنے میں کامیاب ہوگئے۔ ممکن ہے دل پر یہ حادثہ کوئی داغ چھوڑ گیا ہو لیکن عملی زندگی پر اس حادثے کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا۔

مولانا آزاد کا یہ خط معارف کا سرچشمہ بصائر و حکم کا گنجینۂ روح پرور اور ایمان افروز ہے۔ یہ خط اس لئے بھی اہمیت رکھتا ہے کہ مولانا کے اس سے پہلے کے صرف چھ خط دستیاب ہوئے ہیں۔ امید ہے کہ قارئین کے لئے اس کا مطالعہ لطف اور دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

ایم۔ ای۔ زکریا کے نام

عزیزی السلام علیکم،

جو حالات آپ نے لکھے ہیں تحقیق و تعیین کے ساتھ تو اس کا علم نہ تھا لیکن یہ معلوم تھا کہ اس طرح کے حالات میں ضرور آپ مبتلا ہیں اللہ تعالے ہماری ہر حالت کو موجب صلاح و فلاح فرمائے یقین کیجئے کہ دنیا میں انسان کے تمام قوائے و فضائل کے لئے اصل آزمائش یہی حالات ہیں۔ تلوار اور آگ میں کوئی آزمائش نہیں۔ سب سے بڑی آزمائش نفس و جذبات ہی کی ہے اگر عزم راسخ اور قوت ایمانی سے کام لیا جائے تو اس آزمائش میں کامیابی کچھ مشکل نہیں۔ الذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا و ان اللہ لمع المحسنین [۱] میں اپنی دعاؤں میں کبھی اس معاملہ کو نہیں بھولوں گا۔ اللہ تعالے آپ کو اس آزمائش میں کامیابی کی توفیق عطا فرمائے۔ موجودہ حالت میں بجز دو راہوں

---

[۱] جن لوگوں نے ہماری راہ میں جانفشانی کی ضروری ہے کہ ہم بھی ان پر اپنی راہیں کھول دیں اور بلاشبہ اللہ ان لوگوں کا ساتھی ہے۔ جو نیک کردار ہیں۔ (۶۹:۲۹)

تیسری راہ کوئی نہیں۔

۱- عزم راسخ اور ہمت کامل سے کام لیجئے اور اپنے اندر عزم پیدا کیجئے اور اللہ سے مددگاری طلب کیجئے۔ زندگی چہار روزہ ہے اور ہمارے مغلوب نفس وہم و خیال سے زیادہ نہیں۔ کب تک اس بند و قید میں گرفتاری رہے گی؟ جو دل فاطر السموات والارض کے عشق کا متحمل ہو سکتا ہے اس کو فانی دنیوی الجھنوں میں لگانا انسانیت و حیات کو تاراج کرنا ہے طلب مفرط جس چیز کی بھی ہے انداد و طواغیت میں داخل ہے فلا تجعلوا للہ انداداً وانتم تعلمون (۲) اور یحبونھم کحب اللہ والذین آمنوا اشد حباً للہ[۲] محبت الٰہی کا دعویٰ ہے تو سب سے زیادہ احب چیز کو اس کے لئے چھوڑ دیا جائے۔ حتی تنفقوا مما تحبون[۳]

پس اصلی و حقیقی اور ایمانی و احسانی راہ تو یہی ہے کہ اللہ سے دل لگائے اور الا بذکر اللہ تطمئن القلوب[۵] اور ایک مرتبہ پوری قوت و عزم کے ساتھ انی وجہت وجھی للذی فاطر السموات والارض حنیفاً[۶] اور لا احب الآفلین[۷] کی صدا لگا کر اس خیال کو دل سے نکال دیجئے۔ اگر آپ کی جانب سے عزم ہوا تو توفیق الٰہی ضرور مساعد ہوگی اور انشاء اللہ ایک جہاد کبیر کا اجر عند اللہ۔
غور کیجئے آپ متاہل ہیں مجرد نہیں۔ پھر صاحب اولاد اور حقوق اہل و

---

[۱] پس ایسا نہ کرو کہ اس کے ساتھ کسی دوسری ہستی کو شریک اور ہم پایہ بناؤ اور تم جانتے ہو کہ اس کے سوا کوئی نہیں ہے۔ (۲ : ۲۲)
[۲] سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۶۵ کے نصف اول کا یہ ایک ٹکڑا ہے پورے نصف اول کا ترجمہ یہ ہے: اور دیکھو، انسانوں میں سے کچھ انسان ایسے بھی ہیں جو خدا کے سوا دوسری ہستیوں کو اس کا ہم پلہ بنا لیتے ہیں اور انہیں اس طرح چاہنے لگتے ہیں جیسی چاہت اللہ کے لئے ہونی چاہیئے۔ حالانکہ جو لوگ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں ان کے دلوں میں تو سب سے زیادہ محبت اللہ ہی کی ہوتی ہے۔
[۳] سورہ آل عمران کی آیت کے ابتدائی حصے کا ایک ٹکڑا۔ (باقی صفحہ ۵۱ پر)

عیال کی کشاکش سے درماندہ۔ کوئی ضرورت شرعی اختیار ازدواج ثانی کے لئے باعث نہیں۔ پھر ایک طرف افلاس معیشت کی بے سرمایانی۔ دوسری طرف عزائم و بے حالی امور وعمل کا ولولہ، ان حالات میں اگر یہ معاملہ انجام پایا تو کیا نتیجہ نکلے گا؟ بلاشبہ ابتدا میں مسرت اور حصول طلب کا ہیجان تمام محسوسات پر غالب آجائے گا۔ لیکن بہت تھوڑی مدت کے لئے اس کے بعد قدرتی کشاکش و کشمکش اور مشکلات و صعوبات کا سلسلہ شروع ہوجائیگا اور جیسا کہ اکثر حالتوں میں ہوا ہے۔ عجب نہیں کہ خود اس معاملہ سے دل برداشتہ ہوجائے یہ کشمکش زندگی کے لئے سب سے بڑی مصیبت ہے۔ ابھی ایک ہی کے لئے اس کا احساس نہیں ہوسکتا۔ یہ عام قاعدہ ہے۔ لیکن جب حالت بیتی آئے گی تو کوئی علاج سودمند نہ ہوگا۔

سب سے زیادہ یہ کہ پوری امانت داری کے ساتھ اس شخص کے مصالح پر غور کرنا چاہیئے جس کی محبت میں یہ سب کچھ ہورہا ہے۔ وہ ایک معصوم لڑکی ہے دنیا اور دنیا کے مصائب و مشکلات کا ہم کو ابھی سے علم ہے؟ اور ہم جانتے ہیں کہ عیش و آرام

(بقیہ حاشیہ) پورے ابتدائی حصے کا ترجمہ یہ ہے۔ تم نیکی کا درجہ کبھی حاصل نہیں کر سکتے جب تک تم میں یہ بات پیدا نہ ہو جائے کہ (مال و دولت میں سے) جو کچھ محبوب رکھتے ہو اسے (راہ حق میں) خرچ کرو۔

۵ یاد رکھو یہ اللہ کا ذکر ہی ہے جس سے دلوں کو چین اور قرار ملتا ہے۔ (۱۳ : ۲۸)

۶ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ میں نے ہر طرف سے منہ موڑ کر صرف اس ہستی کی طرف اپنا رخ کر لیا ہے جو (کسی کی بنائی ہوئی نہیں بلکہ) آسمان اور زمین کی بنانے والی ہے۔ (۶ : ۷۹)

۷ جب رات کو ابراہیم علیہ السلام نے ستارہ چمکتا ہوا دیکھا تو کہا یہ میرا پروردگار ہے لیکن جب وہ ڈوب گیا تو یہ جملہ ان کی زبان سے نکلا تھا۔ میں انہیں پسند نہیں کرتا جو ڈوب جانے والے ہیں۔ (۶ : ۷۶)

حیات اس کے لئے ہیا نہ کرسکیں گے۔ پھر اپنی بیوی کا خیال کیجئے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے آپ کو اس سے کوئی شکایت نہیں۔ کیا محبت روئی کا یہی انتقا ہونا چاہیئے کہ بلا وجہ اس کی تمام بقیہ زندگی تلخ کردی جائے۔

میری شادی کو دس سال ہو گئے۔ یقین کیجئے کہ میرے لئے ایک نہیں متعدد وجوہ و باعث شرعاً و عقلاً ایسے موجود ہیں کہ اگر ان میں سے ایک باعث بھی کسی دوسرے شخص کے ساتھ ہوتا تو وہ دوسرا نکاح کرنے میں ذرا بھی پس و پیش نہ کرتا۔ بایں ہمہ میں نے ایک صبح و شام کے لئے بھی اس کا قصد نہیں کیا اور نہ کروں گا۔ پھر ساتھ ہی دوسروں کی جانب سے اس بارے میں اس قدر مجبور کن ترغیبات پیش آتی رہیں کہ عزم کا باقی رہنا بہت مشکل تھا۔ تاہم میری رائے میں تزلزل نہ ہوا۔

صداقت حیات بجز قربانی کے اور کچھ ہے۔ اگر ہم اپنی خواہشوں کو قربان نہیں کر سکتے تو پھر دنیا میں نہ محبت ہے نہ سچائی اور نہ انسان۔

آپ کہیں گے دل کس کے بس میں ہے؟ ہاں! لیکن جو چاہے اس کے بس میں ہے دل سے اوپر بھی ایک طاقت ہے اس کو جگا دیجیے۔ سونے نہ دیجیے۔ وہ دل کی لگام جس طرف چاہے گی موڑ دے گی۔

اس بارے میں کثرت سے عواقب و نتائج پر غور و فکر، مطلوبات نفس کی ہیچ مایگی اور بے حاصلی کا تصور، کثرت سے استغفار و دعا اور مشغولات دینیہ انشاء اللہ نہایت سودمند ہوں گے۔ اگر ایک دعا بھی پورے اضطراب والتہاب کے ساتھ نکل گئی تو پھر کوئی خطرہ باقی نہیں ہوگا۔ صرف اس حقیقت کی ضرب اگر ایک مرتبہ پوری طرح لگ جائے کہ طلب و عشق اور اضطراب و اشک چشم جیسی نعمتیں ایک وہمی و خیالی مطلوب کے لئے کس طرح ضائع کی جارہی ہیں اور اگر یہ سب کچھ اللہ کے لئے ہو جائے تو یہی وجود فانی کیا کیا کچھ نہیں کر سکتا۔ تو پھر اس آزمائش سے نکل جانے میں ذرہ بھر رکاوٹ پیش نہ آئے گی۔

۲۔ لیکن اگر ضعف عزم کے ساتھ نہ دے اور اس راہ کی قوت نہ ملے تو پھر دوسرا

مشورہ یہ ہے کہ تمام خیالات چھوڑ کر فوراً بھاگل پور چلے جایئے اور جس طرح بھی ممکن ہو اس کے والدین کو راضی کر کے نکاح کر لیجیے۔ اور جس قدر مشکلات وہاں لگ پیش آئیں گے ان کو گوارا کر لینے کا قطعی فیصلہ کر لیجیے۔ یہ بات پھر بھی ہزار درجہ موجودہ اضطراب نفس سے بہتر ہوگی۔ عقلاً بہت سے انتہائی نقصانات مفقود ہو جائیں گے۔

غرض کہ یا تو فوراً بلا تاخیر اس خیال کو دل سے نکال ڈالیے یا فوراً بلا تاخیر جا کر کسی نہ کسی طرح نکاح کر لیجیے۔ تیسری حالت کوئی نہیں اور اگر اختیار کی جائیگی تو سخت مضر ہوگی۔ والعاقبۃ للمتقین۔

ابوالکلام آزاد

ھمعات
فارسی

تصوف کی حقیقت اور اس کا فلسفہ "ھمعات" کا موضوع ہے۔

اس میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے تاریخ تصوف کے ارتقاء پر بحث فرمائی ہے نفس انسانی تربیت و تزکیہ سے جن بلند منازل پر فائز ہوتا ہے اس کا بھی بیان ہے۔

شاہ ولی اللہ اکیڈمی صدر حیدرآباد